خطبه جمعه

بعنوان

اسلامی شعائر کی توہین کا سدباب

سلسلة منبر الحكمة

174

بتاریخ: 6 دسمبر 2019

بمطابق: ۸ ربیع الثانی ۱٤٤٠ ھج

به اهتمام

الحكمة انٹرنیشنل

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پائپ سٹاپ، لاہور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اھم نکات

❀ ہر مسلمان کا ایک مضبوط عمل ❀ اسلام کا خوب صورت چہرہ
❀ مغرب میں توہینِ مذہب کے قانون کا خاتمہ
❀ قانونِ بلاسفیمی میں مغرب کا دوغلا پن
❀ مسلمانوں کا لٹمس ٹیسٹ ❀ شعائر اسلامی کی توہین کا سد باب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ:
﴿وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [الحج: 32]

''جو شخص اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے، تو بلاشبہ (اس کا) یہ عمل دِلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔''

تمہید:

شعائر جمع ہے شعیرۃ کی، جس کا معنی نشانی ہے۔ اسلامی شعائر سے مراد عبادات کے مکانات، اوقات اور علامات ہیں۔ مکاناتِ عبادت جیسے کعبہ، عرفہ، مزدلفہ، جمراتِ ثلاثہ، صفا مروہ، منیٰ اور جمیع مساجد وغیرہ۔ اوقات سے مراد جمعۃ المبارک، ماہِ رمضان، حج کے مہینے، عیدین وغیرہ۔ اور علامات جیسے اذان، اقامت، نماز با جماعت وغیرہ۔ الغرض اصطلاحِ شریعت میں دینِ اسلام کی تمام علامات شعائر کہلاتی ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حج، اذان، اقامت، قرآن اور جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ۔

تمام مسلمانوں پر اسلامی شعائر کی تعظیم، اقامت اور اظہار واجب ہے۔ اگر کسی ملک، شہر یا بستی والے مجموعی طور پر کسی شعائر کو؛ خواہ اس پر عمل کرنا فرض ہو یا سنت مؤکدہ، ترک کرنے پر متفق ہو جائیں تو ان سے قتال ضروری ہے۔

أسنى المطالب: 4/ 174 ـ روضة الطالبين: 10/ 217 ـ بدائع الصنائع: 1/ 232

ہر مسلمان کا ایک مضبوط عمل:

مادہ پرستی کے اس دور میں ایک مسلمان کو دُنیوی چکاچوند اور عیش پرستی کا جس طرح اسیر بنا دیا گیا ہے ایسی حالت میں ایک ''اللہ و رسول سے محبت'' ہی تو ایک ایسا عمل باقی رہ گیا ہے کہ جو ہر مسلمان میں تمام تر عملی کمزوریوں کے باوجود مضبوط اور مستحکم طور پر موجود ہے۔ اس یکتا عمل پر ایک سادہ سا مسلمان بھی اس مضبوطی سے عمل پیرا ہے کہ اپنی جان تک قربان کر دینے سے دریغ نہیں کرتا، کیونکہ اسے علم ہے کہ کُل حیات کا اثاثہ بس یہی ہے۔ اللہ، رسول، قرآن، حرمین شریفین اور دیگر شعائر سے ہر مسلمان کی محبت اس قدر وارفتگی پر مبنی ہے کہ اس پر کوئی بھی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں۔ ایسے ہی مردِ قلندر کے متعلق علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کہا تھا:

یہ فاقہ کش موت سے جو ڈرتا نہیں ذرا
رُوحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو!

یعنی مسلمان کی عشقِ رسول سے علیحدگی ایک ہی صورت میں ممکن ہے کہ اس کے بدن سے رُوح پرواز کر جائے، بہ صورتِ دیگر نیست!

اب صورتِ حال مگر یہ ہے کہ مغربی اقوام نے یہ طے کر لیا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں میں مادیت پرستی اور دُنیوی کشاکش کا جس طرح زہر پھیلایا ہے اور (بدقسمتی سے) اُمت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مسلمہ نے اس کو سوغاتِ شیریں سمجھ کر قبول کیا ہے اسی طرح ان کے اس آخری عمل کو ختم کرنے کے لیے بھی پے در پے ایسے ناپاک حملے کیے جائیں کہ ان میں بے حسی دَر آئے اور ''آزادیٔ اظہارِ رائے'' کے مذموم اور زہر آلود نعرے کے عملاً قائل ہو جائیں، لیکن الحمدللہ وہ اس مقصد میں قطعاً کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

اسلام کا خوب صورت چہرہ:

احترامِ مذاہب کے حوالے سے اسلام کا خوب صورت چہرہ ملاحظہ فرمایئے کہ قرآنِ کریم میں جہاں کہیں بھی رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا حکم ہے، اس کے ساتھ ہی گزشتہ انبیاء کو بھی برحق ماننے کی بات کی گئی ہے، اسی طرح جہاں کہیں قرآن پر ایمان لانے کا حکم صادر فرمایا گیا وہیں یہ حکم بھی دیا گیا کہ اس سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں پر بھی ایمان لاؤ۔ قرآن میں ایسی آیات بے شمار موجود ہیں، جن کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ احترامِ مذاہب اور تعظیمِ کتبِ سماویہ کا حسین منظر اسلام میں ہی نظر آتا ہے۔ ایک مسلمان کا تب تک ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا جب تک تمام انبیاء و رُسل اور تمام آسمانی کتب پر ایمان نہ لے آئے۔ جبکہ دوسری طرف کفار کی طرف سے مقدسات و مسلّمات اور اسلامی شعائر تو درکنار؛ نبی کریم ﷺ اور قرآنِ کریم کی توہین ایک معمول بن گیا ہے۔ پھر انہیں اس پر احساسِ جرم کی کم از کم صورت 'ندامت' ہونا تو بہت دُور کی بات ہے، اُلٹا اسے جسٹیفائی کرتے نظر آتے ہیں اور آزادیٔ اظہارِ رائے کا نام دے کر ہذیان بکنے اور حرام زدگیاں کرنے کی قانونی اجازت چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب یورپی و مغربی ممالک میں سیکولر طبقے کی طرف سے مقدسات کی توہین کے خلاف بنائے جانے والے قوانین کے خاتمے پر زور دیا جا رہا ہے۔

مغرب میں توہینِ مذہب کے قانون کا خاتمہ:

یورپی ممالک میں کسی بھی مذہب کی توہین کے خلاف قانون کے خاتمے کی تحریک چند

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مہینوں یا سالوں سے نہیں بلکہ پچھلی دو صدیوں سے جاری ہے، جس کے نتیجے میں سب سے پہلے اس قانون کا خاتمہ 1789ء میں فرانس سے ہوا۔ لیکن اس کے بعد ایک طویل مدت تک خوش قسمتی سے اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہ ہوئی، مگر پھر فرانس کے بعض علاقوں میں، جو کچھ عرصے کے لیے جرمنی کا حصہ بن گئے تھے یہ قانون نافذ العمل تھا، لیکن وہاں بھی 2016ء میں منسوخ کر دیا گیا۔ سویڈن میں اسے 1970ء میں اور برطانیہ میں 2008ء میں منسوخ کیا گیا، جبکہ انسانی حقوق کے (نام نہاد) علمبردار حلقوں کی طرف سے شدید تنقید اور دباؤ کے نتیجے میں نیدر لینڈز، ڈنمارک، فرانس، آئس لینڈ، مالٹا اور ناروے نے بھی گزشتہ چار سال کے دوران ایسے قوانین کو منسوخ کر دیا ہے۔ نیوزی لینڈ اور کینیڈا میں ان قوانین کی تنسیخ کے حوالے سے بل پارلیمنٹ میں پیش کیے جا چکے ہیں۔ آئر لینڈ میں، جہاں چند ہی سال پہلے 2009ء میں کسی بھی مذہب کے خلاف توہین کو جرم قرار دینے کے حوالے سے قانون سازی کی گئی تھی، حال ہی میں ایک عوامی ریفرنڈم کے نتیجے میں یہ قانون غیر مؤثر قرار پا چکا ہے۔ البتہ بعض یورپی ممالک میں ابھی تک یہ قانون موجود ہے اور اس کے تحت مقدمات درج کیے جا رہے ہیں۔

قانونِ بلاسفیمی میں مغرب کا دوغلا پن:

مقدسات کی توہین کے خلاف بنائے جانے والے قوانین کی حقیقت کی قلعی بھی یوں کھل جاتی ہے کہ یہ قوانین صرف عیسائیت کو تحفظ دیتے ہیں، دیگر مذاہب کو نہیں۔ کیونکہ ان قوانین کے خاتمے کے حامیوں کا بنیادی اعتراض تو یہ ہے کہ یہ آزادی اظہار کے حق کے منافی ہے اور دوسرا ان کا اعتراض یہ ہے کہ یہ مذہبی امتیاز پر مبنی ہیں اور خاص طور پر مسیحی مذہب کو تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تاریخی طور پر توہین مذہب کے خلاف قوانین بنیادی طور پر مغربی معاشروں میں مسیحی مذہب کی حیثیت اور کردار کو محفوظ و مستحکم کرنے کے لیے بنائے گئے تھے اور مسیحی مذہب کے علاوہ دیگر مذاہب، خاص طور پر اسلام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ان کے دائرہِ اطلاق میں شامل نہیں ہیں۔ چنانچہ 90ء میں جب مسلمانوں کی طرف سے سلمان رُشدی کی کتاب کے خلاف قانونی چارہ جوئی کے لیے برطانوی عدالتوں سے رجوع کیا گیا تو جواب یہ دیا گیا کہ یہ قوانین صرف مسیحی مذہب کو توہین کے خلاف تحفظ دیتے ہیں، دوسرے کسی مذہب کو ایسا تحفظ دینا قانون کا حصہ نہیں ہے۔ مقامی برطانوی عدالتوں کے ان فیصلوں کو جب 'یورپی کمیشن آن ہیومن رائٹس' میں مذہبی امتیاز کے نکتے کی بنیاد پر چیلنج کیا گیا تو کمیشن کا جواب بھی یہی تھا کہ چونکہ برطانوی قانون برطانوی حکومت کو پابند نہیں کرتا کہ وہ تمام مذاہب کے مقدس احساسات کا تحفظ کرے،اس لیے برطانوی حکومت کا رُشدی اور کتاب کے ناشر کے خلاف کوئی اقدام نہ کرنا مذہبی امتیاز کے زمرے میں نہیں آتا۔اس کے مقابلے میں اسی عرصے میں یورپی کمیشن نے متعدد مقدمات میں مختلف مغربی حکومتوں کے ایسے فیصلوں کو جائز اور درست قرار دیا جن میں مسیحیوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے والے اقدامات کے خلاف پابندی عائد کی گئی تھی۔

توجب مغرب کے ان قوانین کا یہ حال ہوگا تو ان سے ایسی کوئی توقع رکھنا ہی نادانی ہے کہ وہ مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے والے کسی گستاخ کو قرارِواقعی سزا دیں گے۔

مسلمانوں کا لٹمس ٹیسٹ:

میں سمجھتا ہوں کہ آئے روز ایسی رذیل حرکتوں سے مسلمانوں کے ایمان کا لٹمس ٹیسٹ کیا جاتا ہے کہ ان میں اب بھی گزشتہ ایمان جیسا ایمان موجود ہے یا نہیں؟ پہلے سے کمزور ہوا ہے یا مستحکم ہو رہا ہے؟ مگر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری قوم کا ایمان دھیرے دھیرے مصلحتوں کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔ ہم دفاعی پوزیشن میں اس قدر نیچے جا چکے ہیں کہ اب مخالفین کی جارحیت کے برحق ہونے کے دلائل سُوجھنے لگے ہیں۔ گویا غلامی کی ایسی صورتِ حال سے دوچار ہیں کہ ہمیں اپنی زنجیروں سے ہی پیار ہو گیا ہے۔ اب ہم آزادی اور نجات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

چاہتے ہی نہیں ہیں بلکہ سمجھوتے کی زندگی گزارنے پر ہی راضی ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ایمان اور غیرت کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس کے برعکس صورتِ حال ہوتی۔ کوئی غیر اگر ہمارے شعائر پر حملہ آور ہونے کا سوچتا تو اسے یہی خوف اس جسارت سے باز رکھتا کہ مجھے اس جہاں میں کہیں بھی امان نہیں ملے گی۔

آئے روز نیا ہنگامہ:

آئے روز دُنیا کے کسی نہ کسی ملک میں ایسا دِل خراش واقعہ رونما ہوتا رہتا ہے جس سے مسلمانوں کے جذبات ہی نہیں بلکہ رُوح بھی زخمی ہو جاتی ہے، جیسا کہ کچھ ہی دِن پہلے ناروے میں مسلمانوں کے خلاف ایک شدت پسند تنظیم نے احتجاج کیا اور اس دوران ایک بدبخت شخص نے قرآنِ کریم کو آگ لگا دی، جس کے ردِعمل میں ایک مسلمان نوجوان نے بے تیغ اور بے سامانی کی حالت میں ہی اس پر حملہ کر دیا، جو کہ فطری ردِعمل تھا اور تقاضائے ایمان تھا۔ اس کے پیچھے اور بھی چند مسلم نوجوانوں کو جوش آیا اور انہوں نے بھی قرآن کو جلنے سے بچانے کی کوشش کی۔ مگر اس موقع پر موجود پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا، جو بعد ازاں رہا کر دیا گیا۔ سوشل میڈیا پر اس واقعے کی خوب بازگشت سنائی دی جاتی رہی، جس سے کروڑوں مسلمانوں کی دِل آزاری ہوئی، جو کہ مسلمانوں کی قرآن کے ساتھ محبت کا واضح ثبوت ہے۔

اب سوچنے کی بات اور کرنے کا کام یہ ہے کہ ہمیں ایسے کون سے اقدامات کرنے چاہئیں کہ جن سے ایسی شر انگیزیوں کی روک تھام ہو سکے؟ آیئے! ذرا اس پر غور کرتے ہیں۔

① فرائض وواجبات کی پابندی سے ادائیگی:

سب سے پہلے ہم وہ کام کریں جس پر ہم خود کامل اختیار رکھتے ہیں اور اس کو کرنے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں کسی کی اجازت، کسی کی روک ٹوک، کوئی قانون اور شرائط مانع نہیں بن سکتیں۔ یعنی اپنے جسم پر اسلام کا نفاذ کرنا۔ ہم اجتماعی طور پر نفاذِ اسلام کی بات کرتے نہیں تھکتے، مگر صورتِ حال یہ ہے کہ اپنے پانچ چھے فٹ کے جسم پر بھی اسلام نافذ کرنے کی زحمت نہیں کرتے، حالانکہ اس کے ہم کامل طور پر مختار ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم نمازوں کی پابندی کریں، ماہِ رمضان کے روزے رکھیں، اگر اتنا مال موجود ہے کہ جو نصاب کو پہنچے تو اس کی زکاۃ ادا کریں اور اگر استطاعت ہے تو حج کی بھی ادائیگی کریں۔ جب ہم اپنے آپ کو اسلام کا مکمل عامل بنا لیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے اقوال واعمال میں ایسی تاثیر پیدا کر دے گا کہ جس سے دوسرے لوگ بھی سدھرنے لگیں گے، لیکن اگر ہم خود تو گفتار کے غازی ہوں مگر دوسروں کو کردار کے غازی بنانا چاہیں تو نہ صرف یہ بے سُود ہوگا بلکہ بڑے سے بڑے اچھے مقصد کے حصول میں بھی رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔

② نبی ﷺ سے محبت کا عملی ثبوت:

نبی ﷺ سے محبت رکھنا ہر مسلمان کے لیے واجب اور لازم ہے، بلکہ کوئی بھی مومن تب تک ایمان کی مٹھاس نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کے دِل میں اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم ﷺ کی محبت جاگزیں نہ ہو جائے۔ جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاوَةَ الإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لاَ يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ))

''تین چیزیں جس شخص میں پائی جائیں وہ ایمان کی مٹھاس پالیتا ہے: ① اللہ اور اس کا رسول اس کی نگاہ میں ہر چیز سے بڑھ کر محبوب ہو جائیں ② آدمی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کسی سے صرف رضائے الٰہی کی خاطر محبت کرے ③ دوبارہ کافر ہو جانا اسے ایسے ہی ناپسند ہو جیسے آگ میں ڈال دیا جانا پسند نہ ہو۔''

صحيح البخاری، کتاب الإيمان، باب حلاوة الإيمان، ح: 16 ـ صحيح مسلم، کتاب الإيمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الإيمان، ح: 43

علاوہ ازیں نبی ﷺ سے محبت حصولِ جنت کا موجب عمل ہے، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے سوال کیا:

مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟

''اے اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟''

آپ ﷺ نے اس کے اس سوال کے جواب میں فرمایا:

((مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟))

''تو نے اس کی تیاری کیا کی ہے؟''

وہ کہنے لگا:

مَـا أَعْـدَدْتُ لَهَـا مِـنْ كَثِيرِ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ، وَلٰكِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ.

''میں نے کوئی بہت زیادہ نماز، روزے اور صدقے جیسے اعمال تو نہیں کیے، البتہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔''

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ))

''تو (روزِ قیامت) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہوگی۔''

صحيح البخاری، كتاب الأدب، باب علامة حب الله عز وجل، ح: 6171 ـ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب المرء مع من أحب، ح: 2639

لیکن یہ محبت تب ہی سچائی اور حقیقت کا پیرہن اوڑھے گی جب اس میں محبوب کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اطاعت بھی شامل ہوگی۔اطاعت کا مطلب ہے کہ جس کام کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے اس کو بجالانا اور جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس سے دُور رہنا۔اطاعت کے مفہوم کو اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر فرمایا ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

[الحشر: 7]

''رسول اللہ ﷺ تمھیں جو (حکم) دیں اسے قبول کرلو اور جس سے وہ منع کردیں اس سے رُک جاؤ۔''

محبت کا اصل تقاضا یہی ہے کہ محبوب کی اطاعت کی جائے، اس کی بات مانی جائے اور اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ نبی کریم ﷺ کی محبت چونکہ دنیا کی تمام تر محبتوں سے زیادہ پاکیزہ اور اعلیٰ و اَرفع ہے، اس لیے آپ کی اطاعت وفرماں برداری بھی اسی قدر ضروری اور لازم ہے۔آپ ﷺ کی اطاعت صرف آپ سے محبت کا تقاضا ہی نہیں ہے بلکہ ایمان کا جزو بھی ہے۔اور یہ ایسا جزو ہے کہ جس کے بغیر ایمان ناقص اور ادھورا رہتا ہے۔

رسولِ کریم ﷺ کی پیروی کا عالم یہ ہونا چاہیے کہ اپنے انفرادی اور اجتماعی امور ہی نہیں بلکہ اپنی کوئی خواہش پورا کرتے ہوئے بھی یہ ضرور دیکھنا چاہیے کہ کہیں یہ آپ ﷺ کے کسی فرمان سے ٹکرا تو نہیں رہی؟ اس سے آپ ﷺ کی نافرمانی تو نہیں ہوگی؟ کہیں اس کام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کی ناراضی تو مول نہیں لے رہا؟ جب بندۂ مومن کا دِینی معیار اس قدر بلند ہوجائے گا تو پھر وہ حقیقی مومن قرار پائے گا۔جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ))

''تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات اس کے تابع نہ ہوجائیں جو میں لے کر آیا ہوں (یعنی قرآنِ کریم

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اور احکام شریعت)۔''

[إسناده صحيح] شرح السنة للبغوى: 1/ 213

نیز نبی کریم ﷺ کی شخصیت اور منصب اس بات کا متقاضی ہے کہ آپ کی خاطر مادی قربانیاں تو کجا؛ اگر جان بھی قربان کرنا پڑے تو دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))

''تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوجائیں۔''

صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب حب الرسول ﷺ من الإيمان، ح: 15

اسی طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن رسولِ کریم ﷺ سے کہا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي.

''اے اللہ کے رسول! یقیناً آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، سوائے میری جان کے۔''

یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ))

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (یہ سب تب تک قبول نہیں) جب تک میں تیری نظر میں تیری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

فَإِنَّهُ الآنَ وَاللّٰهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''اللہ کی قسم! اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔''

اس پر نبی ﷺ نے فرمایا:

((الآنَ یَا عُمَرُ))

''عمر! اب ٹھیک ہے۔''

صحیح البخاری، کتاب الأیمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبیﷺ، ح: 6632

③ قرآنِ کریم کی تلاوت، فہم اور عمل:

قرآن کی حالیہ بے حرمتی کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ ہم تمام مسلمان قرآن سے اپنا ٹوٹا ہوا تعلق جوڑ لیتے۔ اس کی روزانہ کی بنیاد پر تلاوت شروع کر دیتے، اس کے فہم اور تدبر کو وقت دینے لگتے اور کم از کم اپنی انفرادی زندگیوں میں اس کے احکام کا نفاذ کرنا شروع کر دیتے۔ یہی وہ حقیقی اقدامات ہیں جو ہر مسلمان کو قرآن کی محبت میں اٹھانے چاہئیں۔

قرآن ہی وہ کلامِ مقدس ہے جس سے ناتہ جوڑنا انسان کو دُنیا و آخرت میں ترقیوں سے ہم کنار کر سکتا ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس سے تعلق توڑنے پر انسان دنیا میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی رُسوا ہوگا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی﴾ [طٰهٰ: ١٢٤]

''اور جو میرے ذکر (قرآن) سے روگردانی کرے گا تو اس کی معیشت تنگ کر دی جائے گی اور ہم اسے روز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔''

آج ہمارے معاشی، اخلاقی اور فکری زوال کی بنیادی وجہ ہی یہ ہے کہ ہم نے اپنے نظامِ حیات کا دستور قرآنِ کریم کو بنانے کی بجائے غیر اسلامی افکار و نظریات اور اپنی بودی آراء کو بنالیا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَاماً وَيَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ))

''یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب کے بدولت بہت سی قوموں کو رفعت و بلندی سے ہمکنار کرتا ہے اور اسی کے باعث بہت سوں کو رُسوا بھی کر دیتا ہے۔

صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلّمه، ح: 817

یہ کس قدر باعثِ شرم بات ہے کہ ہم قرآن کی اہانت پر تو دہل جاتے ہیں لیکن عملی طور پر قرآن کے ساتھ کئی کئی مہینے، بلکہ کئی کئی سال تک تعلق توڑے رکھتے ہیں؟! کیا ہم قرآن کے ساتھ وفاداری کا مظاہرہ کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے ذِمے عائد قرآن کا حق ادا کرتے ہیں؟ حالانکہ اس سانحے کے بعد ہمیں یوں کرنا چاہیے تھا کہ:

❀......قرآن کی روزمرہ تلاوت شروع کر دیتے

❀......قرآن کی ترجمہ کلاس پڑھنا یا پڑھانا شروع کر دیتے

❀......قرآن کے احکام پر عمل کرنے کا باقاعدہ اہتمام کرنے لگتے

❀......لوگوں کے دِلوں میں قرآن کی عظمت اور افادِیت اجاگر کرتے

❀......جن کے بچے قرآن پڑھنے نہیں جاتے، انہیں اس کی ترغیب دیتے

❀ ...... جو ناظرہ نہیں پڑھ سکتے انہیں قرآن پڑھنا سکھاتے، خواہ ایک ایک لائن ہی سکھائیں۔ضروری نہیں ہے کہ صرف قاری یا عالم ہی قرآن سکھائیں، بلکہ ہر مسلمان ہی سکھا سکتا ہے۔

❀......اپنی مالی گنجائش کے مطابق قرآن کے نسخے خرید کر مساجد میں رکھتے اور دوست و احباب اور رشتے داروں کو تحفے میں دیتے۔

اگر ان میں سے ایک بھی کام ہم نے نہیں کیا تو جان لیجیے کہ قرآن کے ساتھ ہماری محبت فقط زبانی دعووں تک ہی ہے، عملی طور پر ہمیں اس محرومی کی فکر کرنی چاہیے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہ تین وہ بنیادی کام تھے جو ہم میں سے ہر مسلمان کر سکتا ہے اور اس کے کرنے میں کسی اجازت یا وسائل کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ہم ان امور پر بھی غور کرتے ہیں جو ہمیں اجتماعی طور پر ملحوظ رکھنے چاہئیں۔

④ مذہبی جماعتوں اور علماء کی ذمہ داری:

سب سے پہلے تو ہماری تمام تر مذہبی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے کی ضرورت ہے۔ سبھی تو اپنے فروعی اختلافات بھلا کر کم از کم مسلّمات اور متفقات پر یک آواز ہو جانا چاہیے۔ کوئی ایسا متفقہ لائحہ عمل طے کرنا چاہیے جس کا اثر دیگر اسلامی مما لک تک بھی پہنچے۔ ہمارے زوال کی سب سے بنیادی وجہ ہی یہ ہے کہ ہم متفقات اور مسلّمات پر بھی ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے کی زحمت نہیں کرتے۔ ہمیں اجتماعیت کو فروغ دینے سے زیادہ افتراق و انتشار میں زیادہ لطف ملتا ہے، حالانکہ اختلافی امور بہت کم ہیں اور اتفاقی بہت زیادہ۔ لہٰذا یہ ذمہ داری علماء وخطباء پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اسٹیجوں پر موضوعِ سُخن ہرگز ایسی بات کو نہ بنائیں جس سے مسلکی انتشار پھیلتا ہو، کیونکہ اس انتشار کا نقصان بالواسطہ یا بلاواسطہ ہم مسلمانوں کو ہی بھگتنا پڑتا ہے۔ اگر ہم یوں ہی افتراق و انتشار کا شکار رہے تو ہماری بربادی کے لیے یہی کافی ہے اور بیرونی کسی بھی سازش کی ضرورت نہیں ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾ [الأنفال: 46]

''تنازعات میں نہ پڑو، ورنہ تم پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی (یعنی تمہارا اجتماعی رُعب ختم ہو جائے گا)۔''

اہانتِ شعائر جیسے حساس مسائل کے سد باب کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنی صفوں میں اتفاق و اتحاد پیدا کریں اور تمام مسالک ایک ہی جگہ پر اکٹھا ہو کر کوئی ایسا حل نکالیں جس کی تنفیذ کے لیے حکومت پر زور دیا جا سکے اور پھر وہ اپنے سفارتی ذرائع استعمال

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کرتے ہوئے مغربی اقوام سے اس کی پاسداری یقینی بنائیں۔

علاوہ ازیں اس ملک میں جو وقتاً فوقتاً مسائل بنتے اُٹھتے رہتے ہیں ان کی سرکوبی میں بھی علماء کو، خواہ جس بھی مسلک سے ہوں، اپنا اپنا حصہ ضرور ڈالنا چاہیے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میرے بولنے سے کیا ہوگا، بلکہ یہ سوچے کہ اسلام کے دفاع میں چند کلمات بول سکوں تو یہ میرے لیے بڑی سعادت کی بات ہوگی۔

اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کہ مغربی گماشتے اب تک اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل میں جو ناکام چلے آرہے ہیں اس میں الحمدللہ علمائے دین اور مذہبی طبقے کا خاصا کردار ہے، لیکن کیا یہیں تک تگ ودو کافی تھی؟ ہرگز نہیں! بلکہ ملتِ کفر کی طرف سے ایسی کوئی بھی ریشہ دوانی سامنے آنے سے قبل ہی ہمارے علماء کو عوام میں شعوری آگاہی پیدا کرتے رہنا چاہیے اور ان کے اذہان وقلوب میں اسلامی شعائر کی حرمت اور تعظیم کو راسخ کرتے رہنا چاہیے۔

⑤ مالی مفادات سے احتراز:

ایک مسلمان کے لیے سب سے بڑی بدبختی کی بات یہ ہے کہ وہ اعتقادی امور کو اپنے مالی مفادات حاصل کرنے کے لیے استعمال کرے۔ ہمارے ہاں بیسیوں ایسی غیر ملکی این جی اوز کام کررہی ہیں جو بہ ظاہر خدمت انسانیت کا بیڑہ اُٹھائے ہوئے ہیں مگر اندرونی طور پر وہ کسی نہ کسی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں، جس کی فنڈنگ انہیں غیر ملکی ایجنسیاں کرتی ہیں۔ یہ محض جذباتی اور غیر حقیقی بات نہیں ہے بلکہ اس کے سیکڑوں شواہد ہیں اور بہت سی این جی اوز پر ایسی ہی سرگرمیوں کے باعث پابندی بھی لگ چکی ہے۔ نہایت دُکھ کی بات یہ ہے کہ ایسی این جی اوز کو اپنے مکروہ عزائم کو پورا کرنے کے لیے ہمارے درمیان سے ہی لوگ دستیاب ہو جاتے ہیں۔ بہت سے زرخیز ذہن اور روشن دماغ لوگوں کو مالی لالچ دے کر دین وملک کے خلاف کام کرنے پر لگایا جا چکا ہے۔ اگر کسی میں لکھنے کی صلاحیت تھی تو اس سے زرِ کثیر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے عوض اس کی تحریری صلاحیتوں کو خرید کر اسے پرنٹ میڈیا یا سوشل میڈیا پر لکھنے کی ذمہ داری سونپ دی گئی، اگر کسی میں بولنے کی صلاحیت تھی تو اسے الیکٹرانک میڈیا پر بٹھا کر اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کی سعی کی گئی اور اگر کوئی عملاً کچھ کرنے کے لائق تھا تو اس سے عملی کام کروائے گئے۔ غرضیکہ مادہ پرستی کے اس دور میں مالِ وافر خرچ کر کے لوگوں سے ان کی صلاحیتیں خریدتی ہیں اور انہیں اسلام مخالف ایجنڈے پر لگا دیتی ہیں۔

ایسے لوگ ہم میں سے ہوتے ہیں، کسی اور ملک سے درآمد نہیں کیے جاتے۔ ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے جو مسلّمہ اور اعتقادی امور پر صرف مال کی لالچ میں سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر بدبختی کیا ہوگی کہ کوئی شخص دشمنانِ اسلام کا صرف پیسے کی غرض سے وکیل بن بیٹھے؟! ہمارے قلوب واذہان پر مادیت پرستی نے اس قدر سخت پنجے جما لیے ہیں کہ اس سے نجات صرف ایمانی تقویت سے ہی پائی جا سکتی ہے، لیکن جو مادی فوائد کی خاطر ایمان ہی کا سودا کر لے، تو بلاشبہ ایسے شخص کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ:

﴿خَسِرَ الدُّنْيا وَالْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرانُ الْمُبِينُ﴾

''وہ دنیا اور آخرت میں خسارہ پا گیا اور یہ بڑا ہی واضح خسارہ ہے۔''

نیز ایسے ذریعے سے مال کمانے والے کے متعلق شدید وعید وارد ہوئی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [آل عمران: 77]

''بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد (دین) اور قسموں کے بدلے میں تھوڑی سی کمائی حاصل کر لیتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، نہ ان سے اللہ کلام کرے گا، نہ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) دیکھے گا، نہ ہی ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔''

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

⑥ نسل نو کی دانش خوروں سے حفاظت:

اس سے قبل موضوع میں جو بات بیان کی ہے وہ ایسے ہی دانش خوروں کے متعلق تھی جو مالی لالچ میں آکر کچے دماغ اور سادہ ذہن کے حامل افراد کا ایمان وعقیدہ بگاڑتے ہیں اوران کی فکر کو آلودہ کرتے ہیں۔اس ملک پاکستان میں بھی اسلامی شعائر کی توہین ہونے کی بنیادی وجہ اس قوم میں ''دانش خوروں'' کی کثیر تعداد کا پایا جانا ہے، جو اپنے مسلمان ہونے پر ہی شرمندہ شرمندہ سی دِکھائی دیتے رہتے ہیں اوراپنی بے مہار کج فکری سے سادہ ذہن لوگوں کا بھی دین وعقیدہ بگاڑتے ہیں۔جنہیں کبھی یہ توفیق میسر نہیں ہوئی کہ وہ غلیظ اور متعفن سوچ والے گستاخوں کے خلاف بھی زبان کھولیں بلکہ ہمیں ان کی زبان وقلم اہل اسلام کے خلاف ہی غلاظت انڈیلتی نظر آتی ہے۔قرآنِ کریم کی بے حرمتی کے حالیہ سانحے میں بھی ان دانش خوروں کی حالت یہ رہی ہے کہ قرآن کو جلانے والے کی بہ جائے بچانے والے کو کوستے رہے ہیں کہ اس نے اس (گستاخ) کو لات مار کر مسلمانوں کا دہشت گرد ہونا ثابت کر دیا ہے۔

ع روؤں دِل کو یا پیٹوں جگر کو میں
مقدُور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

آج ہماری نوجوان نسل میں سے اسلام کی حمیت اور غیرت کے فقدان کی بنیادی وجہ یہی دو ٹکے کے دانش خور ہیں، جنہوں نے خود تو اپنی ساری زندگی مغرب سے مرعوبیت میں گزاردی ہوتی ہے اور ہر ہر لمحے انہیں اپنے مسلمان ہونے پر ندامت سی محسوس ہوتی رہتی ہے حالانکہ انہیں اپنے وجود پر ندامت ہونا چاہیے تھی کہ جو بہت سوں کی پراگندہ فکری کا باعث بن رہا ہے!! لہٰذا والدین کو اس بارے میں خاص توجہ رکھنی چاہیے کہ ان کی اولاد کسی ایسے بدعقیدہ اور باطل نظریہ رکھنے والے شخص کے افکار کا شکار تو نہیں ہو رہی؟ سوشل میڈیا کے اس دور میں ایسی احتیاط بہت ضروری ہے، کیونکہ بہت سے نوجوان محدود مطالعہ اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ناپختہ سوچ وفکر کے باعث ان کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں اور دولتِ ایمان سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔

اس سلسلے میں اہلِ علم، اہلِ فکر اور اہلِ دین پر سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس سلسلے میں متذبذب کوئی بھی نوجوان دیکھیں تو عقلی ونقلی دلائل کے ساتھ اس کی راہنمائی کریں، اس کے شکوک وشبہات کو دُور کریں اور اسے اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ اس سلسلے میں جو لوگ کلاس پڑھا سکتے ہیں انہیں کلاس لینی چاہیے، جو لوگ سوشل میڈیا ایکٹیوسٹ ہیں انہیں سوشل میڈیا پر لکھنا چاہیے اور جو ویڈیوز کے ذریعے اسلام کا نظریہ اچھے طریقے سے پیش کر سکتے ہیں، انہیں یہ کرنا چاہیے۔ غرضیکہ ہم میں سے جو بھی شخص دفاعِ اسلام میں جیسا اور جتنا کردار ادا کر سکتا ہے اسے ضرور کرنا چاہیے، یہ اس پر دین کے حق کی حیثیت رکھتا ہے۔

⑦ مین سٹریم میڈیا اور سوشل میڈیا کا استعمال:

اسلامی شعائر کی تعظیم اور دفاع کا مسئلہ اُجاگر کرنے کے لیے ہر عوامی فورم استعمال کرنا چاہیے۔ خاص طور پر الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو استعمال کر کے ان کی اہمیت عام اور اس بابت شرعی آراء وتصورات عام کیے جائیں، تاکہ ہر دریدہ دہن روشن خیال اور دیسی لبرل ایسی کسی بھی بدزبانی سے اجتناب کرے جس سے دشمنانِ اسلام کی حمایت ہوتی ہو یا مسلمانوں کی مزید دِل آزاری کا باعث بن سکتی ہو۔

نیز میڈیا تک وہ حقائق لائے جائیں جن کے باعث ایسے سانحات رونما ہوتے ہیں، یعنی غیر مسلموں کا مسلمانوں کے ساتھ تعصب اور مذہبی منافرت۔ عام طور پر ہر واقعے کو کچھ اور ہی رنگ دے کر پیش کر دیا جاتا ہے اور میڈیا تک حق گو اہلِ علم کی رسائی نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں تک حقیقت نہیں پہنچ پاتی اور وہ باطل نظریات کے حامی لوگوں کی آراء کو ہی سچ سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی اہلِ علم اور اہلِ اسلام کو مین سٹریم میڈیا کا حصہ بننا چاہیے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس کے علاوہ سوشل میڈیا تو آج کل ہر شخص کے ہاتھ میں ہے۔اس کے ذریعے آپ اپنی آواز کو دنیا کے ہر کونے میں پہنچا سکتے ہیں۔ ہر علاقے یا ہر ادارے کا الگ الگ ایسا گروپ قائم ہونا چاہیے جو پڑھے لکھے، باشعور، سمجھدار اور حکمت کے ساتھ بات کرنے والے افراد پر مشتمل ہو اور سوشل میڈیا سے بھی خوب آگاہی رکھتے ہوں۔ وہ کسی بھی ایسے ایشو پر حقیقت لوگوں کے سامنے رکھیں اور ایسی صورتِ حال میں کرنے کے کام بتلائیں۔ کسی بھی ایسی ایکٹیوٹی سے گریز کیا جائے اور اس کی ترغیب نہ دی جائے جس سے قانون شکنی ہوتی ہو یا کسی کی جان و مال کو نقصان پہنچ سکتا ہو۔البتہ دلیل کے ساتھ شعور و آگہی کی مکمل تحریک چلائی جائے اور لوگوں کی ذہن سازی کی جائے اور انہیں بتلایا جائے کہ اسلام کی پُرامن اور آفاقی تعلیمات کیا ہیں اور اس پر لگائے جانے والے الزامات کس قدر بے بنیاد ہیں۔

اگر کوئی شخص لکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن سوشل میڈیا سے واقف نہیں ہے تو اس کی معاونت ایسے لوگوں کو کرنی چاہیے جو اس میں مہارت رکھتے ہوں۔ ایک دو سوشل میڈیا ماہرین اس کے معاون بن جائیں اور اس کی تحریروں کو دنیا بھر کے کونے کونے میں پہنچانے میں اپنی صلاحیت بروئے کار لائیں۔

سوشل میڈیا میں کسی بھی ایشو کو ہاٹ ایشو بنانے میں سب سے مؤثر کردار ''ہیش ٹیگ'' کا ہوتا ہے۔سوشل میڈیا کے تمام اسلامک ایکٹیوسٹ ایک ہی طرح کا ہیش ٹیگ متعین کریں اور پھر اس پر مختصر اور تفصیلی تحریریں لکھ لکھ کر سوشم میڈیا کے ہر پلیٹ فارم پر ڈالنا شروع کردیں اور اس کے آخر میں وہ ہیش ٹیگ لگائیں، اس سے وہ ایشو زیادہ رینکنگ حاصل کر کے ساری دنیا کے سامنے نمایاں ہو جائے گا۔ یوں آپ دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں اسلام کا نظریہ پیش کرنے میں بہ آسانی کامیاب ہو جائیں گے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

⑧ تعلیمی اداروں میں آ گاہی:

آج کے عصری تعلیمی ادارے چونکہ لبرل ازم کا بہت شکار ہیں، جس بنا پر سٹوڈنٹس میں 'مذہبی آزادی' اور 'انسانی حقوق' کا نام دے کر توہینِ شعائر اسلامی جیسے جرائم کرنے والوں کے متعلق نرم گوشہ پیدا کیا جاتا ہے اور دِین سے بے اعتنائی یا قابلِ ذکر تعلق نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے بہت سے نوجوان اس کو قبول بھی کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے تعلیمی اداروں سے پڑھنے والے سٹوڈنٹس دین کے بارے میں نسبتاً اتنا جوش وجذبہ نہیں رکھتے جتنا ایک روایتی مسلمان کے دل میں پایا جاتا ہے۔

چنانچہ اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ دین کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ عصری تعلیم بھی حاصل کی جائے، یا دینی شعور رکھنے والے جو لوگ ایسی تعلیمی ڈگری کے حامل ہوں کہ جس کی بنیاد پر وہ انگلش میڈیم تعلیمی اداروں میں بہ طورِ اساتذہ جاب کر سکتے ہیں تو انہیں یہ ضرور کرنا چاہیے، تاکہ وہ حصولِ معاش کے ساتھ ساتھ ان سٹوڈنٹس کو بڑی حکمت اور احسن انداز کے ساتھ دِین کی آ گاہی دے سکیں اور نت نئے فتنوں، بالخصوص بلاسفیمی جیسے جرائم کی بیخ کنی اور ان کی شرعی سزا سے متعلق ان کی بڑے عمدہ اسلوب میں راہنمائی کر سکیں۔

⑨ نصاب میں سیرت وقرآن کا مضمون شامل:

یہ کام ویسے تو سرکاری سطح پر کیا جانے والا ہے کہ ہر کلاس کے نصاب میں قرآنِ کریم ناظرہ اور سیرت النبی کی کوئی مستند، مختصر اور جامع کتاب ضرور پڑھائی جائے۔ ابتدائی کلاسوں میں صرف ترجمہ اور نبی ﷺ کے خصائل وشمائل پڑھا دِیے جائیں، پھر جیسے جیسے بچوں کی کلاس اور ذہنی استعداد بڑھتی جائے ویسے ویسے ان کو ترجمہ وتفسیر اور سیرت النبی کے دیگر گوشوں سے متعلق مکمل طور پر راہنمائی دی جائے۔

اگر سرکاری سطح پر اس اقدام کی طرف توجہ نہیں دی جاتی تو کم از کم پرائیویٹ سکولوں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں یہ سلسلہ بہ آسانی شروع ہوسکتا ہے۔ آپ میں سے جن حضرات کے اپنے پرائیویٹ اسکولز ہیں، وہ اس طرف ضرور توجہ دیں، اور جن کا تعلیمی سلسلے سے تعلق نہیں وہ پرائیویٹ اسکولز کے مالکان کی توجہ اس جانب مبذول کروائیں۔ بلاشبہ یہ ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے، اگر یہی ذہنوں میں راسخ نہ ہوگا تو ہماری دُنیوی ڈگریاں کس کام کی؟ اسٹوڈنٹس کو صرف اعتقادی طور پر ہی نہیں بلکہ علمی وفکری طور پر بھی تیار کرنا چاہیے، تاکہ وہ ایسے فتنوں کی بیخ کنی میں بھی اپنا کردار ادا کرسکیں۔

⑩ گستاخ ممالک کا سفارتی ومعاشی بائیکاٹ:

بلاشبہ جتنے بھی سانحات رونما ہوتے ہیں ان سب کے اصل ذمے دار مسلم حکمران ہیں، خواہ وہ کسی بھی مسلم ملک کے ہوں۔ گستاخ ملکوں کو اگر یقین ہو کہ ہماری طرف سے ایسے کسی اقدام کی حوصلہ افزائی، یا اس کے خلاف مؤثر قانون نہ بنانے یا گستاخ کو قرار واقعی سزا نہ دینے کی وجہ سے اسلامی ممالک ہمارا سفارتی اور معاشی بائیکاٹ کردیں گے تو یقیناً وہ ایسے جرائم پیدا ہی نہ ہونے دیں اور اگر ہو بھی جائیں تو مجرم کو ایسی سزا دیں کہ دیگر کو سبق حاصل ہو جائے۔ مگر جب مسلم حکمرانوں کی ترجیحات ہی کچھ اور ہوں اور وہ اپنے معاشی مفادات کو دین پر ترجیح دِیے بیٹھے ہوں تو پھر انہیں ایسی جسارت سے کیونکر روکا جاسکتا ہے؟!

مسلم ممالک؛ غیر مسلم ممالک کی منڈیاں ہیں۔ ان کی بیشتر مصنوعات ان ہی ملکوں میں فروخت ہوتی ہیں، اگر اسلامی سلاطین ذرا سی غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کریں اور اپنی OIC کو مؤثر بناتے ہوئے کوئی ٹھوس عملی اقدام کریں تو یقیناً کفار کا ناطقہ بند ہوسکتا ہے۔

خیر! اگر ان حکمرانوں کو توفیق نہیں ہے تو کم از کم ہم اپنے تئیں تو یہ ممکن بنائیں کہ گستاخی کا ارتکاب کرنے والے ملک کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کردیا جائے۔ اس سلسلے میں کوئی ایک بھی بندہ اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو کہ صرف ہمارے بائیکاٹ سے کیا ہوسکتا ہے؟ بہت کچھ ہوسکتا ہے! اگر ہم باہم متحد ہو کر یہ عہد کرلیں کہ ہم نے ان دشمنانِ اسلام کو ایک

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

روپے کا مالی فائدہ نہیں ہونے دینا جنھوں نے ہمارے نبی کریم ﷺ اور ہماری مقدس کتاب قرآنِ کریم کی توہین کی ہے، تو یقیناً اسی سے ان کو بہت بڑا پیغام مل سکتا ہے۔ ضرورت صرف ہمارے اقدام کی ہے۔ واضح رہے کہ کفار کا سب سے بڑا مذہب مال و دولت ہے اور جب اس کو ٹھیس پہنچتی ہے تو بڑے سے بڑے سُورما بھی گھٹنوں پر آ جاتے ہیں۔ اگر مسلمانوں میں ایسا اتفاق واتحاد پیدا ہو جائے کہ ان کے کسی بھی ایسے مذموم اقدام پر ان کا معاشی بائیکاٹ کر دیا جائے اور ان کی مصنوعات کی خرید وفروخت بند کر دی جائے تو وہ خود ہی ایسے اقدامات کو روکنے میں کردار ادا کرنا شروع کر دیں گے۔

خطبہ رائٹر	خطبہ حاصل کرنے کے لیے	تاثرات اور مشورہ کے لیے
حافظ فیض اللہ ناصر	03034125519	حافظ شفیق الرحمٰن زاہد (مدیر)
03214697056	03014843312	03015989211
	03424449009	

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com